

سپریم کورٹ رپورٹس (2006) SUPP.10 ایس سی آر

ایس۔ اے۔ بلڈ رزمیٹ

بنام

کمشنر آف انکم ٹیکس (اپیلیس) چندی گڑھ و دیگر

14 دسمبر 2006

(ایس۔ بی۔ سنہا اور مارکنڈے کاٹجو، جسٹسز)

انکم ٹیکس ایکٹ، 1961- دفعہ 36 (i) (iii) اور 37- ادھار لی گئی رقم منسلک کمپنی کو بغیر سود کے دی گئی، تجارتی ضرورت کی بنیاد پر۔ فیصلہ یہ دیا گیا کہ اس ادھار لی گئی رقم پر جو سود ادا کیا گیا ہے، وہ نامنظور نہیں کیا جاسکتا۔

الفاظ اور جملے۔ اظہار تجارتی استحقاق۔ معنی۔ زیر بحث۔

ان ایپلوں میں جو سوال زیر غور آیا وہ یہ ہے کہ کیا ٹریبونل اور عدالت عالیہ نے ادھار لیے گئے رقمات پر سود کی منظوری اس بنیاد پر نہ دینے کا جواز پیش کیا کہ ٹیکس تشخیص الیہ نے اسے بغیر کوئی سود لیے اپنی ذیلی کمپنی کو منتقل کر دیا۔

ایپلوں کی منظوری دینا اور معاملے کو نئے سرے سے غور کے لیے ٹریبونل کو بھیجنا، عدالت۔

فیصلہ: 1۔ ٹیکس تشخیص الیہ بینکوں سے رقم ادھار لیتا ہے اور اس میں سے کچھ سود سے پاک قرض پر اس کی ذیلی کمپنی (ایک ذیلی ادارہ) کو قرض دیتا ہے۔ اس طرح کے معاملے میں جانچ یہ ہے کہ آیا یہ تجارتی استحقاق کے اقدام کے طور پر کیا گیا تھا۔ کٹوتی کا دعویٰ کرنے کے لیے، یہ ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے کہ رقم خرچ کی گئی ہے، ضرورت کے لیے نہیں اور براہ راست اور فوری فائدہ کے لیے، بلکہ رضا کارانہ طور پر اور تجارتی استحقاق کی بنیاد پر اور کاروبار کو جاری رکھنے میں سہولت فراہم کرنے کے لیے۔ عدالت عالیہ کے ساتھ ساتھ ٹریبونل اور دیگر انکم ٹیکس حکام کو اس زاویے سے ادھار لیے گئے قومات پر سود کی منظوری کے سوال سے رجوع کرنا چاہیے تھا۔ (H-1082؛ A-1083؛ C، D، ای)

ایٹھرن بنام برٹش انسولیٹڈ اینڈ سیلیمز کمپنیز لمیٹڈ، (1925) 10 ٹی سی 155 (ایچ ایل)، حوالہ دیا گیا۔

ایسٹرن انویسٹمنٹس لمیٹڈ بنام سی آئی ٹی، (1951) 20 آئی ٹی آر 1 اور سی آئی ٹی بنام چندولال کیشولال اینڈ کمپنی (1960) 38 آئی ٹی آر 601، حوالہ دیا گیا۔

2۔ ”تجارتی استحقاق“ کا بیان محاورہ وسیع اہمیت کا حامل ہے اور اس میں ایسے اخراجات شامل ہیں جو ایک سمجھدار تاجر کاروبار کے مقصد کے لیے کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اخراجات پر کوئی قانونی ذمہ داری عائد نہ کی گئی ہو، لیکن پھر بھی یہ کاروباری اخراجات کے طور پر قابل قبول ہے اگر یہ تجارتی استحقاق کی بنیاد پر کیا گیا ہو۔ (1083-ایف)

سی آئی ٹی بنام ملیالم پلانٹیشنز لمیٹڈ، (1964) 53 آئی ٹی آر 140، سی آئی ٹی بنام برلا کاٹن اسپننگ اینڈ ویونگ ملز لمیٹڈ، (1971) 82 آئی ٹی آر 166، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

3۔ عدالت عالیہ اور دیگر حکام کو اس مقصد کا جائزہ لینا چاہیے تھا جس کے لیے ٹیکس تشخیص الیہ نے اپنی بہن کمپنی کو رقم پیش کی تھی، اور بہن کمپنی نے اس رقم کے ساتھ کیا کیا، تاکہ یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ آیا یہ تجارتی فائدے کے لیے تھی، لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ یہ سچ ہے کہ زیر بحث ادھار کی گئی رقم کا استعمال ٹیکس تشخیص الیہ نے اپنے

کاروبار میں نہیں کیا تھا، بلکہ اسے اس کی ذیلی کمپنی کو بلا سود قرض کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔ تاہم، یہ حقیقت واقعی متعلقہ نہیں ہے۔ متعلقہ بات یہ ہے کہ آیا ٹیکس تشخیص الیہ اس طرح کی رقم کو تجارتی استحقاق کے اقدام کے طور پر اپنی ذیلی کمپنی کو پیش کرتا ہے۔ (D-E-1084)

پھلان شوگر ورکس لمیٹڈ بنام ویلٹھ ٹیکس کمشنر، (1994) 208 آئی ٹی آر 989 اور سی آئی ٹی بنام دلمیا سیمنٹ (بھرت) لمیٹڈ، (2002) 254 آئی ٹی آر 377 کا حوالہ دیا گیا ہے۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار فیصلہ: دیوانی اپیل نمبر 5811 آف 2006۔

آئی ٹی اے نمبرات 6، 7، 119 اور 120 / 2003 میں چندی گڑھ میں پنجاب اور ہریانہ کی عدالت عالیہ کے حتمی فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے مذہبیش گپتا، ونو دشکلا، دیپک گوئل اور ایس جنانی۔

جواب دہندگان کے لیے رہنما مندر سر یو استو، رہنما مرچندر، شلپا سنگھ اور بی بنام بلرام داس۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

جسٹس مارکنڈے کاٹجو۔ اجازت دی گئی۔

ان دونوں اپیلوں میں قانون اور حقیقت کے مشترکہ سوالات شامل ہیں اور لہذا ایک مشترکہ فیصلے کے ذریعے نمٹائے جا رہے ہیں۔

چونکہ سب سے اہم معاملہ ایس۔ اے۔ بلڈرز (ایس ایل پی) سی (21707-21710) 2004 (1079) کا ہے، اس لیے ہم اس معاملے کے حقائق کا نوٹس لیں گے۔

یہ اپیلیں 2003 کے انکم ٹیکس اپیل نمبرات 6، 7، 119 اور 120 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے کے خلاف دائر کی گئی ہیں، اور 2003 کے آئی ٹی اے نمبر 117 / 118 میں 21.5.2004 کے فیصلے کے خلاف دائر کی گئی ہیں۔

فریقین کے وکیل کو سنے اور ریکارڈ کا جائزہ لیا۔

متعلقہ تخمینہ سال/سالوں کے دوران کارروائی کے دوران، انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت تشخیصی آفیسر نے مشاہدہ کیا کہ اسیسی (محصول دہندہ) نے اپنے کیش کریڈٹ اکاؤنٹ، جس میں بھاری بقایا رقم برائے ادائیگی موجود تھا، سے اپنی ذیلی کمپنی مسرز ایس اے بی کریڈٹس لمیٹڈ کو 82 لاکھ روپے کی خطیر رقم منتقل کی۔ لہذا، تشخیصی آفیسر نے یہ قرار دیا کہ چونکہ محصول دہندہ نے اپنی ادھار لی گئی رقم بہن کمپنی کو بغیر کسی سود کے منتقل کر دی ہے، اس لیے بینک کو ادائیگی کل سودی رقم میں سے اس مخصوص رقم کے تناسب سے سود ناقابل قبول ہے۔ اس بنیاد پر تشخیصی آفیسر نے روپے 5,66,729 کی رقم بطور سود نا منظور کر دی۔

ٹیکس تشخیصی الیہ نے کمشنر انکم ٹیکس (اپیلز) چندری گڑھ [مختصر طور پر اس کے بعد سی آئی ٹی (اے) کے نام سے جانا جاتا ہے] کے پاس اپیل کو ترجیح دی، جس نے اپنے 15.4.1993 کے حکم نامے کے ذریعے ٹیکس تشخیصی الیہ کے دعوے کو جزوی طور پر قبول کر لیا۔ سی آئی ٹی (اے) کے مطابق، متعلقہ تخمینہ کاری سال میں ٹیکس تشخیصی الیہ کی طرف سے مسرز ایس اے بی کریڈٹ لمیٹڈ کو پیش کردہ 82 لاکھ روپے کی کل رقم میں سے صرف 18 لاکھ روپے کی رقم کا قرضے کے رقومات کے ساتھ واضح تعلق تھا، کیونکہ بقایا رقم دوسرے فریقوں کی رسیدوں سے ادائیگی تھی جن کو کوئی سود ادا نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے مطابق سی آئی ٹی (اے) نے تشخیصی آفیسر کو ہدایت کی کہ وہ صرف 18 لاکھ روپے کی رقم سے متعلق سود کی منظوری کا حساب لگائیں، اور اس کے مطابق منظوری کو کم کر دیا گیا۔

ٹیکس تشخیصی الیہ اور ریونیو دونوں نے انکم ٹیکس اپیلی ٹریبونل ٹریبونل (جسے اس کے بعد ٹریبونل کہا جاتا ہے) کے سامنے اپیلیں دائر کیں۔ ٹریبونل نے اپنے 20.6.2002 کے حکم کے ذریعے ریونیو کی اپیل کی

منظوری دی، اور فیصلہ دیا کہ 82 لاکھ روپے کی پوری رقم ٹیکس تشخیص الیہ نے اوور ڈرافٹ اکاؤنٹ کا استعمال کرتے ہوئے پیش کی تھی، اور لہذا اس کا خیال تھا کہ تشخیص افسر کی طرف سے منظوری نہ دینا جائز تھا۔ اس کے مطابق، ریونیو کی طرف سے دائر اپیل کی منظوری دی گئی اور ٹیکس تشخیص الیہ کی طرف سے دائر اپیل کو مسترد کر دیا گیا۔

ٹریبونل کے حکم کے خلاف، ٹیکس تشخیص الیہ نے عدالت عالیہ میں اپیلیں دائر کیں جنہیں متنازعہ فیصلے سے مسترد کر دیا گیا۔

تخمینہ کاری کے سال 1991-92 میں، تخمینہ کاری افسر نے محسوس کیا کہ تخمینہ کاری کے سال 1990-91 میں پیشگی 82 لاکھ روپے کی رقم کے علاوہ، مزید روپے 37,85,000 میسر ایس اے بی کریڈٹ لمیٹڈ کو پیشگی کر دی گئی تھی جس کا سود کی ادائیگی پر ٹیکس تشخیص الیہ کی طرف سے ادھار لی گئی رقم کے ساتھ بھی واضح تعلق تھا۔ اس کے مطابق، تشخیص افسر نے ان رقم سے متعلق متناسب سود کی منظوری نہیں دی جو کہ روپے 20,08,836 کی رقم ہے۔

تشخیص الیہ کی اپیل پر، سی آئی ٹی (اے) نے تخمینہ کاری افسر کے اس نتیجے کو برقرار رکھا کہ تخمینہ کاری سال 1990-91 کے دوران پیشگی روپے 37,85,000 کی رقم، ادھار لیے گئے رقومات سے متعلق تھی۔ تاہم، تخمینہ کاری سال 1990-91 میں اپنے پیشرو کے نتائج کے پیش نظر، کہ اس سال کے دوران پیشگی 82 لاکھ روپے میں سے 64 لاکھ روپے کی پیشگی رقم کا ادھار لیے گئے رقومات سے کوئی تعلق نہیں تھا، اس نے اپنے آرڈر کی تاریخ 28.7.1994 کے مطابق روپے 20,08,836 سے روپے 10,03,538 تک کی منظوری کو کم کر دیا۔ ٹیکس تشخیص الیہ کو ایکٹ کی دفعہ 154 کے تحت سی آئی ٹی (اے) کے ذریعے 6.9.1995 کے حکم نامے کے ذریعے روپے 1,48,464 کی مزید راحت دی گئی۔ ٹیکس تشخیص الیہ کے ساتھ ساتھ ریونیو کی طرف سے دائر کر اس ایپلوں پر، ٹریبونل نے تخمینہ کاری سال 1990-91 کے اپنے حکم پر عمل کرتے ہوئے، تخمینہ کاری افسر کی طرف سے کی گئی منظوری کو برقرار رکھا۔ اس کے مطابق، اس معاملے پر محصولات کی اپیل کی منظوری دی گئی اور ٹیکس تشخیص الیہ کی اپیل مسترد کر دی گئی۔

اس فیصلے کے خلاف بھی ٹیکس تشخیص الیہ نے عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی۔

13.5.2004 کے متنازعہ فیصلے میں، عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ ٹریبونل نے اس حقیقت کا ایک واضح نتیجہ ریکارڈ کیا ہے کہ ٹیکس تشخیص الیہ کی طرف سے اوور ڈرافٹ اکاؤنٹ کا استعمال کرتے ہوئے میسرس ایس اے بی کریڈٹ لمیٹڈ کو پیش کی گئی رقم اور جس تاریخ کو رقم پیش کی گئی تھی اس تاریخ کو ٹیکس تشخیص الیہ کے بینک اکاؤنٹ میں کوئی کریڈٹ بیلنس نہیں تھا۔ ٹریبونل نے مزید مشاہدہ کیا کہ ٹیکس تشخیص الیہ اس مقصد کی وضاحت نہیں کر سکا ہے جس کے لیے رقم کو بغیر کوئی سود وصول کیے اس کی منسلک کمپنی کو پیش کیا گیا تھا اور ریکارڈ پر ایسا کوئی مواد موجود نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ ٹیکس تشخیص الیہ نے اپنی منسلک کمپنی کو سود سے پاک رقم پیش کر کے کوئی کاروباری فائدہ حاصل کیا ہو۔

عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ چونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ 82 لاکھ روپے اور 37.85 لاکھ روپے کی رقم ٹیکس تشخیص الیہ کی طرف سے اس بینک کے اوور ڈرافٹ اکاؤنٹ سے، جس میں پہلے سے ہی بقایا رقم برائے ادائیگی موجود تھا، اس کے ذریعے اس کی ذیلی کمپنی کو پیش کی گئی تھی، اس لیے ٹریبونل کا حکم کسی حقیقی یا قانونی کمزوری کا شکار نہیں ہے۔ اس کے مطابق، عدالت عالیہ نے اپیل کو مسترد کر دیا۔

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے پیش کیا کہ عدالت عالیہ نے اس حقیقت پر غور کرنے میں ناکامی سے غلطی کی ہے کہ اپیل کنندہ نے اپنے بینک کھاتوں سے رقم نکال کر اپنی ذیلی کمپنی کو پیشگی رقم دی تھی جس میں کافی بقایا رقم تھا کیونکہ اپیل کنندہ نے اپنے موکلوں سے ادائیگیاں وصول کی تھیں۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ اپیل کنندہ نے یہ ادائیگیاں اپنے موکلوں سے حاصل کی تھیں اور انہیں کھاتے میں جمع کیا تھا جس میں سے پیشگی رقم بعد میں بہن ادارے کو دی گئی تھی۔ 82 لاکھ روپے کے یہ ذخائر/ ادائیگیاں/ پیشگی رقم جب بھی اور جب بھی اپیل کنندہ کے ذریعے اس کی ذیلی کمپنی یعنی ایس اے بی تخمینہ کاری لمیٹڈ کو تشخیصی سال 1990-91 میں موصول اور پیش کی جاتی ہیں، تو انہیں یہاں ٹیبلر شکل میں دوبارہ پیش کیا جاتا ہے :

تاریخ	چیک نمبر	رقم	بینک کا نام	رقومات کی منتقلی
16.9.1989	683366	24.00 لاکھ	اسٹیٹ بینک آف پاکستان	آرسی آئی، حیدر آباد، ایک صارف سے موصول ہونے والی رقم
25.9.1989	684404	18.00 لاکھ	ایضاً۔۔	کیش کریڈٹ اکاؤنٹ سے (بقایا رقم برائے ادائیگی اکاؤنٹ)
27.12.1989	676546	20.00 لاکھ	ایضاً۔۔	بھارتیہ ایگریکلچرل لمیٹڈ سے ایک صارف
12.01.1990	476582	20.00 لاکھ	ایضاً۔۔	ایضاً۔۔
		82.00 لاکھ روپے		

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے پیش کیا کہ مذکورہ بالا ٹیبولر بیان کے جائزے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جیسا کہ دعویٰ کیا گیا ہے اس طرح کی ادائیگیاں حقیقت میں موصول اور جمع کی گئی تھیں۔ اس طرح، اپیل کنندہ۔ ٹیکس دہندہ کی طرف سے بینک سے ادھار لی گئی رقم اور اپیل کنندہ۔ ٹیکس دہندہ کی طرف سے اس کی ذیلی کمپنی کو پیش کردہ قرضوں کے درمیان کوئی براہ راست تعلق نہیں ہے، کیونکہ سود والے قرض کو بڑھا کر کوئی رقم اتنی پیشگی نہیں کی گئی تھی۔

فاضل وکیل نے پیش کیا کہ عدالت عالیہ نے اس سلسلے میں سی آئی ٹی (اے) کے واضح نتائج پر غور نہ کرنے میں غلطی کی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ سی آئی ٹی (اے) نے اپنے 15.4.1993 کے حکم میں اس حقیقت کا واضح نتیجہ اخذ کیا تھا کہ 18 لاکھ روپے کی رقم کے علاوہ سود پر موصول ہونے والی رقم اور میسرس ایس اے بی کریڈٹ لمیٹڈ کو دی گئی بلا سود پیشگی رقم کے درمیان کوئی واضح تعلق نہیں تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ بالترتیب 24 لاکھ، 20 لاکھ اور 20 لاکھ روپے کی رقم کیش کریڈٹ کھاتے سے ادا نہیں کی گئی بلکہ دوسرے فریقوں کی رسیدوں سے ادا کی گئی جن کو کوئی سود ادا نہیں کیا گیا تھا۔ نقد کریڈٹ کھاتے سے 18 لاکھ

روپے کی رقم ادا کی گئی کیونکہ اس تاریخ کو 18 لاکھ روپے کا بقایا رقم برائے ادائیگی تھا اور اس لیے سود والے قرضوں اور بلا سود پیشگی میں 18 لاکھ روپے کی رقم کے حوالے سے ایک واضح گٹھ جوڑ ثابت ہوتا ہے۔ اس نظریے پر سی آئی ٹی (اے) نے موقف اختیار کیا کہ تشخیصی آفیسر کو صرف 18 لاکھ روپے سے متعلق سود کی منظوری نہیں دینی چاہیے تھی نہ کہ 82 لاکھ روپے کی پوری رقم کی۔

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے پیش کیا کہ سی آئی ٹی (اے) کی طرف سے 18 لاکھ روپے کی یہ منظوری بھی غلط تھی اور 82 لاکھ روپے کی پوری رقم کی منظوری دی جانی چاہیے تھی۔

اپنے حکم کے پیرا گراف 35-41 میں ٹریبونل نے قرضے کے رقومات پر سود کی رقم کی منظوری کے سوال پر تفصیل سے غور کیا ہے۔ ٹریبونل کا خیال تھا کہ ٹیکس تشخیصی الیہ نے بغیر کوئی سود لیے اس کی ذیلی کمپنی کو 82 لاکھ روپے پیشگی دیے تھے۔ ٹریبونل نے مزید مشاہدہ کیا کہ ریکارڈ پر ایسا کوئی مواد موجود نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ ٹیکس تشخیصی الیہ نے اپنی ذیلی کمپنی کو 82 لاکھ روپے کی بلا سود رقم پیش کر کے کوئی کاروباری فائدہ اٹھایا ہو۔ اس نے اس نظریے کی حمایت میں کئی فیصلوں کا حوالہ دیا جو اس نے لیا تھا۔

ہم نے متعلقہ فریقین کے جمع کرانے پر غور کیا ہے۔ اس معاملے میں شامل سوال صرف ادھار لیے گئے رقومات پر سود کی منظوری کے بارے میں ہے اور لہذا ہم صرف اسی سوال سے نمٹ رہے ہیں۔ ہماری رائے میں، مذکورہ سوال پر عدالت عالیہ کے ساتھ ساتھ نیچے دیے گئے حکام کا نقطہ نظر درست نہیں تھا۔

اس سلسلے میں ہم انکم ٹیکس ایکٹ 1961 کی دفعہ 36(1)(iii) کا حوالہ دے سکتے ہیں (جسے اس کے بعد 'ایکٹ' کہا گیا ہے) جس میں کہا گیا ہے کہ "کاروبار یا پیشے کے مقاصد کے لیے ادھار لیے گئے سرمائے کے سلسلے میں ادا کی گئی سود کی رقم" کو ایکٹ کی دفعہ 28 کے تحت انکم ٹیکس کی گنتی میں کٹوتی کے طور پر منظوری دی جانی چاہیے۔

مادھو پر ساد جنتیا بنام کمشنز آف انکم ٹیکس یو پی اے آئی آر (1979) ایس سی 1291 میں، اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ شق کے تحت ہونے والا "کاروبار کے مقصد کے لیے" کا بیان محاورہ "آمدنی، منافع یا منافع کمانے کے مقصد کے لیے" کے بیان محاورہ سے زیادہ وسیع ہے، اور یہ اس عدالت کا مستقل نظریہ رہا ہے۔

ہماری رائے میں، عدالت عالیہ نے متنازعہ فیصلے میں، ساتھ ہی ٹریبونل اور انکم ٹیکس حکام نے اس معاملے کو غلط زاویے سے دیکھا ہے۔ موجودہ معاملے میں، ٹیکس تشخیص الیہ نے بینک سے رقم ادھار لیا اور اس میں سے کچھ سود سے پاک قرض پر اس کی ذیلی کمپنی (ایک ذیلی ادارہ) کو قرض دیا۔ ہماری رائے میں، اس طرح کے معاملے میں جانچ واقعی یہ ہے کہ آیا یہ تجارتی استحقاق کے اقدام کے طور پر کیا گیا تھا۔

ہماری رائے میں، ایکٹ کے دفعہ 37 سے متعلق فیصلے دفعہ 36 (i) (iii) پر بھی لاگو ہوں گے کیونکہ دفعہ 37 میں بھی استعمال کیا گیا بیان محاورہ ”کاروبار کے مقصد کے لیے“ ہے۔ دفعہ 37 سے متعلق فیصلوں میں یہ مستقل طور پر کہا گیا ہے کہ ”کاروبار کے مقصد کے لیے“ کے بیان محاورہ میں رضا کارانہ طور پر تجارتی فائدے کے لیے کیے گئے اخراجات شامل ہیں، اور اگر کوئی تیسرا فریق بھی اس سے فائدہ اٹھاتا ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اس طرح ایٹھرن بنام برٹش انسولیٹڈ اینڈ سیکیلر لمیٹڈ، (1925) 10 ٹی سی 155 (ایچ ایل) میں، ہاوس آف لارڈز کی طرف سے یہ قرار دیا گیا تھا کہ کٹوتی کا دعویٰ کرنے کے لیے، یہ ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے کہ رقم خرچ کی گئی ہے، ضرورت کے مطابق نہیں اور براہ راست اور فوری فائدے کے لیے نہیں، بلکہ رضا کارانہ طور پر اور تجارتی استحقاق کی بنیاد پر اور بالواسطہ طور پر کاروبار کو چلانے میں سہولت فراہم کرنے کے لیے۔ ایٹھرن کے معاملے (اوپر) میں مذکورہ جانچ کو اس عدالت نے کئی فیصلوں میں منظور کیا ہے جیسے ایٹرن انولیمنٹ لمیٹڈ بنام ایٹھرن کیس (اوپر) میں مندرجہ بالا جانچ کو اس عدالت نے کئی فیصلوں میں منظور کیا ہے۔ سی آئی ٹی (1951) 20 آئی ٹی آر 1، سی آئی ٹی بنام چندولال کیشولال اینڈ کمپنی (1960) 38 آئی ٹی آر 601، وغیرہ۔

ہماری رائے میں، عدالت عالیہ کے ساتھ ساتھ ٹریبونل اور دیگر انکم ٹیکس حکام کو مذکورہ زاویے سے ادھار لیے گئے رقومات پر سود کی منظوری کے سوال سے رجوع کرنا چاہیے تھا۔ دوسرے لفظوں میں، عدالت عالیہ اور دیگر حکام کو یہ جاننا چاہیے تھا کہ آیا سود سے پاک قرض منسلک کمپنی (جو ٹیکس دہندہ کی ذیلی کمپنی ہے) کو تجارتی سہولت کے طور پر دیا گیا تھا، اور اگر ایسا تھا، تو اس کی منظوری دی جانی چاہیے تھی۔

”تجارتی استحقاق“ کا بیان محاورہ وسیع اہمیت کا بیان محاورہ ہے اور اس میں ایسے اخراجات شامل ہیں جو ایک سمجھدار تاجر کا روبرو بار کے مقصد کے لیے کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ خرچ کسی قانونی ذمہ داری کے تحت نہیں کیا گیا ہو، لیکن پھر بھی یہ کاروباری اخراجات کے طور پر قابل قبول ہے اگر یہ تجارتی استحقاق کی بنیاد پر کیا گیا ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں، جیسا کہ مادھو پرساد جنتیا بنام سی آئی ٹی (اوپر) میں کہا گیا ہے، اگر ادھار کی گئی رقم کسی جذباتی یا ذاتی وجوہات کی بنا پر عطیہ کی گئی تھی اور تجارتی استحقاق کی بنیاد پر نہیں، تو اس پر سود کی منظوری ایکٹ کی دفعہ 36(1)(iii) کے تحت نہیں دی جاسکتی تھی۔ مادھو پرساد کے معاملے (اوپر) میں، ادھار لی گئی رقم ایک کالج کو عطیہ کی گئی تھی جس کا مقصد ٹیکس دہندہ کے مرحومہ شوہر کی یاد دلانا تھا جس کے نام پر کالج کا نام رکھا جانا تھا۔ اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ ایسے معاملے میں ادھار لیے گئے فنڈ پر سود کی منظوری نہیں دی جاسکتی، کیونکہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تجارتی فائدے کے لیے تھا۔

اس طرح مادھو پرساد جنتا کے معاملے (اوپر) کا تناسب یہ ہے کہ کسی تیسرے فریق کو پیش کردہ ادھار شدہ رقم تجارتی فائدے کے لیے ہونا چاہیے اگر اسے ایکٹ کی دفعہ 36(i)(iii) کے تحت منظوری دینے کی کوشش کی جائے۔

موجودہ معاملے میں، نہ تو عدالت عالیہ اور نہ ہی ٹریبونل اور نہ ہی دیگر حکام نے اس بات کا جائزہ لیا ہے کہ آیا بہن ادارے کو پیش کی گئی رقم تجارتی مقصد کے لیے تھی۔

اس عدالت کی طرف سے بار بار یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ ”کاروبار کے مقصد کے لیے“ کا بیان محاورہ سی آئی ٹی بنام ملیالم پلانٹیشنز لمیٹڈ، (1964) 53 آئی ٹی آر 140، اور سی آئی ٹی بنام برلا کاؤن اسپننگ اینڈ ویونگ ملز لمیٹڈ، (1971) 82 آئی ٹی آر 166، وغیرہ کے ذریعے ”منافع کمانے کے مقصد کے لیے“ کے بیان محاورہ سے زیادہ وسیع ہے۔

عدالت عالیہ اور دیگر حکام کو اس مقصد کا جائزہ لینا چاہیے تھا جس کے لیے ٹیکس تشخیص السیہ نے اپنی منسلک کمپنی کو رقم پیش کی تھی، اور منسلک کمپنی نے اس رقم کے ساتھ کیا کیا، تاکہ یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ آیا یہ تجارتی فائدے کے لیے تھی، لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔

یہ سچ ہے کہ زیر بحث ادھار کی گئی رقم کا استعمال ٹیکس تشخیص الیہ نے اپنے کاروبار میں نہیں کیا تھا، بلکہ اسے اس کی ذیلی کمپنی کو بلا سود قرض کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔ تاہم، ہماری رائے میں، یہ حقیقت واقعی متعلقہ نہیں ہے۔ متعلقہ بات یہ ہے کہ آیا ٹیکس تشخیص الیہ نے اس طرح کی رقم کو تجارتی استحقاق کے اقدام کے طور پر اپنی ذیلی کمپنی کو پیش کیا ہے۔

ریونیو کے فاضل وکیل نے فلٹن شوگرورکس لمیٹڈ بنام کمشنر آف ویلٹھ ٹیکس (1994) 208 آئی ٹی آر 989، میں بمبئی عدالت عالیہ کے فیصلے پر انحصار کیا۔ جس میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ دفعہ 36(i)(iii) کے تحت کٹوتی کی منظوری صرف اس صورت میں دی جاسکتی ہے جب ٹیکس تشخیص الیہ اپنے کاروبار کے لیے سرمایہ ادھار لے۔ لہذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ ادھار کی گئی رقم پر سود کی منظوری نہیں دی جاسکتی اگر ایسی رقم ٹیکس تشخیص الیہ کی ذیلی کمپنی کو پیش کی گئی ہو۔ احترام کے ساتھ، ہماری رائے ہے کہ بمبئی عدالت عالیہ کا نظریہ درست نہیں تھا۔ ہماری رائے میں صحیح نظریہ یہ تھا کہ آیا ماتحت ادارے یا منسلک کمپنی یا کسی دوسرے فریق کو پیش کی گئی رقم تجارتی استحقاق کے اقدام کے طور پر پیش کی گئی تھی۔ ہماری رائے ہے کہ فلٹن شوگرورکس لمیٹڈ (اوپر) میں ٹریبونل کی طرف سے لیا گیا یہ نظریہ کہ سود قابل کٹوتی تھا کیونکہ رقم کو ذیلی کمپنی کو تجارتی استحقاق کے اقدام کے طور پر پیش کیا گیا تھا، درست نظریہ ہے، اور بمبئی عدالت عالیہ کی طرف سے لیا گیا نظریہ جس نے مذکورہ فیصلے کو کالعدم قرار دیا ہے، درست نہیں ہے۔

اسی طرح، پھلان شوگرورکس لمیٹڈ بنام معاملے میں بمبئی عدالت عالیہ کا نظریہ۔ کمشنر آف ویلٹھ ٹیکس، (1995) 215 آئی ٹی آر 582، بھی درست نہیں لگتا ہے۔

ہم سی آئی ٹی بنام ڈالمیا سیمنٹ (بھرت) لمیٹڈ، (2002) 254 آئی ٹی آر 377 میں دہلی عدالت عالیہ کے اس نظریے سے اتفاق کرتے ہیں کہ ایک بار یہ ثابت ہو جائے کہ اخراجات اور کاروبار کے مقصد کے درمیان گٹھ جوڑ تھا (جو کہ لازمی طور پر خود ٹیکس تشخیص الیہ کا کاروبار نہیں ہونا چاہیے)، ریونیو خود کو تاجر کی کرسی پر یا بورڈ آف ڈائریکٹرز کے عہدے پر رکھنے کا جائز دعویٰ نہیں کر سکتا اور یہ فیصلہ کرنے کا کردار ادا کر سکتا ہے کہ کیس کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے کتنا معقول خرچ ہے۔ کسی بھی تاجر کو اپنے منافع کو زیادہ سے زیادہ کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ انکم ٹیکس حکام کو خود کو ٹیکس تشخیص الیہ کے جوتوں میں ڈالنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے

کہ ایک سمجھدار تاجر کس طرح کام کرے گا۔ حکام کو اس معاملے کو اپنے نقطہ نظر سے نہیں بلکہ ایک سمجھدار تاجر کے نقطہ نظر سے دیکھنا چاہیے۔ جیسا کہ پہلے ہی اوپر بیان کیا گیا ہے، ہمیں تجارتی سہولت کے نقطہ نظر سے بہن ادارے کو ادھار لیے گئے قومات کی منتقلی کو دیکھنا ہو گا کہ اس نقطہ نظر سے کہ آیا رقم منافع کمانے کے لیے پیش کی گئی تھی۔

ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ہماری رائے نہیں ہے کہ ہر صورت میں ادھار لیے گئے قرض پر سود کی منظوری دی جانی چاہیے اگر ٹیکس تشخیص الیہ اسے بہن ادارے کو پیش کرتا ہے۔ یہ سب متعلقہ کیس کے حقائق اور حالات پر منحصر ہے۔ مثال کے طور پر، اگر بہن ادارے کے ڈائریکٹر ٹیکس تشخیص الیہ کی طرف سے اس کو دی گئی پیشگی رقم کو اپنے ذاتی فائدے کے لیے استعمال کرتے ہیں، تو ظاہر ہے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس طرح کی رقم تجارتی فائدے کے طور پر پیش کی گئی تھی۔ تاہم، یہ کہا جاسکتا ہے کہ بہت سے دوسرے حالات میں تجارتی استحقاق کے لیے رقم ایک بہن ادارے کو پیش کی جاتی ہے (جن کا یہاں شمار کرنے کی ضرورت نہیں ہے)۔ تاہم، جہاں یہ واضح ہے کہ کسی ہوٹلنگ کمپنی کی اپنی ذیلی کمپنی میں گہری دلچسپی ہے، اور لہذا اگر ہوٹلنگ کمپنی کسی ذیلی کمپنی کو ادھار لی گئی رقم پیش کرتی ہے اور اسے ذیلی کمپنی کچھ کاروباری مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہے، تو ہماری رائے میں، ٹیکس تشخیص الیہ عام طور پر اپنے ادھار لیے گئے قرضوں پر سود میں کٹوتی کا حقدار ہو گا۔

مندرجہ بالا امور کو مد نظر رکھتے ہوئے، ہم یہ اپیلیں منظور کرتے ہیں اور عدالت عالیہ، ٹریبیونل اور دیگر متعلقہ حکام کے زیرِ اعتراض فیصلوں کو کالعدم قرار دیتے ہیں، اور معاملہ ٹریبیونل کو واپس بھیجتے ہیں تاکہ وہ قانون کے مطابق اور اوپر دی گئی مشاہداتی رائے کی روشنی میں اس پر از سر نو فیصلہ کرے۔

ہم یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ ہم ٹریبیونل یا دیگر انکم ٹیکس حکام کے ان نکات سے متعلق احکامات کو کالعدم قرار نہیں دے رہے، جن پر ان حکام نے غور کیا، سوائے اس نکتے کے جو ادھار لی گئی رقم پر سود کی کٹوتی سے متعلق ہے۔

ڈی۔ جی۔

ایبیلوں کی منظوری ہے۔